جاحظ کی کتاب الحیوان

(متوفی ۲۵۵ھ)

از

جناب ڈاکٹر خورشید احمد صاحب فارق

(استاذ ادبیاتِ عربی - دہلی یونیورسٹی)

(۲)

بلعنبر کا سانپ

بلعنبر کے ریگستان میں ایک قسم کا سانپ تھا جو عجب طریقہ سے چڑیوں اور چھوٹے پرندوں کا شکار کرتا تھا۔ دوپہر کے وقت جب گرمی خوب تیز ہو جاتی اور ریت آگ کی طرح جلنے لگتی تو یہ سانپ اپنی دُم ریت میں چھپا لیتا اور پھر نیزے یا لکڑی کی طرح سیدھا کھڑا ہو جاتا، چھوٹے پرندے اور ٹڈیاں آتیں اور چوں کہ بظاہر ان کے سامنے ایک کھڑی ہوئی لکڑی ہوتی اور جلتی ریت پر بیٹھنا ممکن نہ ہوتا وہ سانپ کے سر پر بیٹھ جاتیں، سانپ ان کو پکڑ لیتا، اگر ٹڈی ہوتی یا کوئی چھوٹا پرندہ جس سے اس کا پیٹ نہ بھر سکتا تو وہ اس کو نگل جاتا اور بدستور کھڑا رہتا اور اگر کوئی چڑیا بیٹھتی جس سے اس کا پیٹ بھر سکتا تو وہ اس کو کھا لیتا اور لوٹ جاتا۔[2]

صقلبی ترکوں کے ملک میں دیکھا گیا ہے کہ سانپ گائے کے پاس آتا ہے اور اس کی ران اور گھٹنوں سے کوچوں تک لپٹ جاتا ہے، پھر گائے کے سینہ سے ہوتا ہوا اس کے تھنوں تک منہ لے جاتا ہے اور گائے بے حرکت مبہوت کھڑی رہتی ہے، سانپ اس کے تھن چوستا رہتا ہے، جب گائے کی جان پر آبنتی ہے تو وہ تھن چھوڑتا ہے، کہتے ہیں کہ ایسی گائے جس کے

[1] معجم البلدان یاقوت میں بلعنبر نامی ریگستان کا ذکر نہیں ہے غالباً یہ کسی دوسرے لفظ کی بگڑی ہوئی شکل ہے
[2] کتاب الحیوان ۴/۸۳ -

تھنوں سے سانپ نے دودھ پیا ہو یا تو مر جاتی ہے، یا اس کے تھنوں میں ایسا روگ لگ جاتا ہے جو مشکل سے اچھا ہوتا ہے۔ سانپ کو دودھ بہت پسند ہے، جب کھلے برتن میں سانپ دودھ دیکھتا ہے تو اس میں منہ ڈال کر پیتا ہے۔ کبھی پیا ہوا دودھ پیٹ سے اُلٹ کر برتن میں گر پڑتا ہے ایسے دودھ کو اگر کوئی پئے تو اس کو نقصان پہنچتا ہے۔ سانپ سے ملتے جلتے جتنے جانور ہیں سانپ ان سب سے طاقت میں بہت زیادہ ہوتا ہے اگر وہ تھوڑا سا بھی بل میں گھس جائے تو ایک طاقتور آدمی دونوں ہاتھوں سے دُم پکڑ کر اس کو باہر نہیں کھینچ سکتا، اس کے جسم کی گرفت زمین پر اتنی سخت ہوتی ہے، حالانکہ اس کے نہ پیر ہوتے ہیں، نہ ناخن، نہ پنجے، کبھی اُس کی دُم کا ایک حصہ ٹوٹ کر کھینچنے والے کے ہاتھ میں رہ جاتا ہے، اُس کی دُم پھر نکل آتی ہے۔ عجب بات یہ ہے کہ اگر اُس کی کچلی کاٹ دی جائے تو تین دن سے کم میں پھر نکل آتی ہے ...... سانپ کی زہریلی کچلی کو بے اثر کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بڑے لیمو یا چکوترہ کا گودا (حُماض الاُترُج) ڈال کر دونوں جبڑوں کو بھینچا جائے، اُس کے زیر اثر کافی دن تک سانپ کے کاٹنے سے آدمی نہیں مرتا ہے ...... سانپ نہ آنکھیں گھما سکتا ہے نہ کسی چیز کو چبا سکتا ہے۔ اگر کھائی ہوئی چیز میں ہڈی ہوتی ہے تو درخت کے تنہ یا باہر اُبھرے ہوئے پتھر پر لپیٹ جاتا ہے، جس سے وہ ہڈی ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے ......

اس کے جسم کی گرفت اور دبانے کی غیر معمولی قوت اور ریڑھ کی ہڈیوں کی سختی کا راز یہ ہے کہ اس کے تیس ۳۰ پسلیاں ہوتی ہیں۔ سانپ قدرتی موت کبھی نہیں مرتا، اور اس سے زیادہ کوئی جانور بھوکا رہنے پر قادر نہیں ہے ...... لوگوں کا خیال ہے کہ تین قسم کے سانپوں کے کاٹے کو نہ جادو سے فائدہ ہو سکتا ہے نہ علاج سے اور یہ ہیں ثعبان، اَفعی اور ہندی (کوبرا)، ان کے علاوہ سانپوں کے کاٹنے سے جو موت ہوتی ہے اس کا سبب اعصابی خوف ہوتا ہے [1]

---

[1] کتاب الحیوان ۶ / ۳۸، ۱۸۱، ۴۶

(د) شتر مُرغ

شتر مرغ عجیب خصائص کا مظہر ہے، اس کی ایک عجیب خصوصیت یہ ہے کہ وہ پتھر کھاتا ہے جو اس کے معدہ میں پانی کی طرح پگھل جاتا ہے، پتھر کھاتے وقت اس کو یقین ہوتا ہے کہ وہ مزے دار چیز ہے اور یہ کہ وہ اس کو ہضم کرے گا اور اس سے غذا حاصل کرے گا، شتر مرغ کے اس فعل میں دو اعجوبے ہیں: ایک تو ایسی چیز کو غذا بنانا جو غذا بننے کی صلاحیت نہ رکھتی ہو، دوسرے ایک ایسی چیز کو مزے دار خیال کرنا اور ہضم کرلینا جو اگر کھلنے کی کسی چیز کے ساتھ ابد تک پکائی جائے تو گلے نہ حل ہو ...... اس کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ وہ انگارا کھاتا ہے جو پیٹ میں جا کر بجھ جاتا ہے لیکن اس کو جلاتا نہیں۔ ابو اسحاق نظام[1] کا بیان ہے اور اس لئے شبہ سے بالاتر کہ انھوں نے محمد نامی شخص کو دیکھا کہ وہ پتھر آگ میں سرخ کرکے شتر مرغ کے سامنے ڈالتا تھا اور شتر مرغ اس کو نگل جاتا تھا، نظام کہتے ہیں کہ میں نے محمد سے کہا تھا کہ لکڑی کا انگارہ ہلکے اور ڈھیلے اجزا کا ہوتا ہے اور جب حلق کی تری سے مل کر ایک ایسی جگہ منتقل ہوتا ہے جہاں ہوا نہ پائی جائے تو جلد بجھ جاتا ہے اس کے برخلاف پتھر چونکہ بھاری اور ٹھوس اجزا سے مرکب ہوتا ہے بہت دیر تک گرمی کو روکے رکھتا ہے اور دیر میں بجھتا ہے، لہذا تم پتھر سرخ کرکے شتر مرغ کے سامنے ڈالو۔ شتر مرغ نے پہلا سرخ کیا ہوا پتھر کھالیا پر مجھے اطمینان نہ ہوا، میں نے دوسرا اور پھر تیسرا پتھر سرخ کراکے ڈلوایا، شتر مرغ نے وہ بھی کھالیا۔ میں نے کہا لاؤ ایک تجربہ اور کریں، دیکھیں اس کو لوہا بھی ایسا ہی مرغوب ہے جیسے پتھر، بعض احمق اور بدحواس تک اس تجربہ سے مجھے روکتے رہے، میں نے عزم کرلیا تھا کہ شتر مرغ کو ذبح کرکے اس کے پیٹ اور معدہ کا جائزہ لوں گا، بہت ممکن ہے لوہا وہاں موجود ہو، نہ تحلیل ہوا ہو نہ براز کے ساتھ نکلا ہو، محمد کے ایک دوست نے چھری لی، اس کو گرم کیا اور شتر مرغ کے سامنے ڈال دیا، وہ کھا گیا، مگر نگلتے

[1] مشہور معتزلی لیڈر

میں چھری کا نکیلا سرا اس کے نرخرے سے نکل پڑا اور وہ مرکز زمین پر آرہا۔[1]

شتر مرغ کی ایک اور عجیب خصوصیت یہ ہے کہ باوجودیکہ اس کی ہڈیاں موٹی ہوتی ہیں اور وہ نہایت تیز بھاگتا ہے، اس کی ہڈیوں میں گودا نہیں ہوتا ۔ ۔ ۔ ۔ لوگ اس کو پالتے بھی ہیں، اس میں بڑا خطرہ رہتا ہے، کیوں کہ گھر کی لڑکیوں کے کان یا گلے میں بندا بالی یا قیمتی پتھر کا زیور دیکھ کر شتر مرغ کھانے کے لیے اس کو نوچ لیتا ہے اور ان کے کان اور گردن زخمی کر دیتا ہے۔[2]

(۵) ہاتھی

اگر کسی عورت کو شہد میں ملا کر ہاتھی کی لید دی جائے تو اس کے کبھی بچہ نہیں پیدا ہوتا جیسا کہ اگر لید کسی درخت پر لٹکا دی جائے تو اس سال پھل نہیں آتے۔ ہند کی رنڈیاں حمل سے بچنے اور شباب ملاقاتیوں کو برقرار رکھنے کے لئے لید کھاتی ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ لید کے اس عمل کو حیرت کی نظر سے نہ دیکھنا چاہیے، اس سے زیادہ حیرتناک باتیں کہی گئی ہیں مثلاً یہ کہ جس شخص کے پتھری ہو وہ اگر گدھے کی گرم گرم لید نچوڑے اور اس کا عرق پیئے تو اکثر دبیشتر اس کی پتھری پیشاب کے ساتھ نکل جاتی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ہمارے وقت کی عورتیں حیض کے زمانہ میں ایک مثقال سرمہ کھا لیتی ہیں تو بچہ نہیں ہوتا، مگر میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ اس نے سرمہ کھایا اور پھر بھی اس کے بچہ ہوا۔ کتے کا پاخانہ اگر سفید رنگ کا ہو اور اس نے صرف ہڈی کھائی ہو اور گوشت نہ کھایا ہو تو حلق کی بیماری ذبحے کے لئے بہت مفید ہے، انسان کا پاخانہ بھی اس مرض میں مفید ہے۔ چوہے کی مینگنی اگر قبض میں بچوں کی آنکھ میں لگائی جائے تو قبض جاتا رہتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ سارے زبان دار جانوروں کی زبان کی جڑ اندر کی طرف ہوتی ہے اور سرا باہر کی طرف، مگر ہاتھی کی زبان کا سرا اندر کی طرف ہوتا ہے اور جڑ باہر کی طرف۔ اہل ہند کہتے ہیں کہ ہاتھی کی زبان پلٹی ہوتی ہے اگر ایسا نہ ہوتا اور اس کو بول چال کی مشق

---

[1] کتاب الحیوان ۴/ ۱۰۷ [2] کتاب الحیوان ۴/ ۱۱۰ -

کرائی جاتی تو وہ بولنے لگتا۔ میٹھے پانی میں جو مچھلی رہتی ہے اس کے زبان اور دماغ ہوتا ہے لیکن کھاری پانی والی مچھلی کے نہ زبان ہوتی ہے نہ دماغ، ہر چبانے والا جاندار نچلا جبڑ ہلاتا ہے، لیکن مگرمچھ اوپر کا جبڑا ہلاتا ہے۔ تمام حیوانات کے صرف بالائی پلک ہوتے ہیں مگر انسان کے اوپر نیچے دونوں پلک ہوتے ہیں، ہر سینہ والے حیوان کا سینہ تنگ ہوتا ہے مگر انسان کا کشادہ ہوتا ہے اور صرف مرد انسان اور نر ہاتھی ایسے جاندار ہیں جن کے دودھ ہوتے ہیں ...... ہاتھی سب سے چوڑا چکلا جانور ہے اور باوجود بڑی جسامت کے نہایت دل کش، خوش قامت اور وجیہ ہوتا ہے ...... بوجھ اٹھانے اور ڈھونے کی اس میں سارے جانوروں سے زیادہ توانائی ہوتی ہے اس کی ایک حیرت ناک خصوصیت یہ ہے کہ اس قدر بھاری بھرکم ہونے کے باوجود وہ اگر کسی کے پیچھے سے گذر جائے تو اس کو آہٹ تک نہیں ہوتی ...... ہاتھی اور گینڈے (کرگدن) سے زیادہ کسی جانور کا زمانہ حمل نہیں ہوتا۔ صفوان بن صفوان کی روایت ہے کہ ہند کے لوگ طرح طرح سے ہاتھی کو سدھاتے ہیں اور جنگی تربیت دیتے ہیں مثلاً وہ چوڑے پھل والی نہایت تیز بڑی تلوار اس کی سونڈ میں باندھ دیتے ہیں اور اس کو تلوار سے آگے پیچھے، اوپر نیچے، مارنے کی مشق کراتے ہیں اور وہ تلوار اتنی اونچی کر لیتا ہے کہ دوسرے ہاتھیوں کے فیل بان تک اس کی زد میں آجاتے ہیں ...... کہا جاتا ہے کہ حیوانات میں ہاتھی کا عضوِ تناسل سب سے بڑا ہوتا ہے اور ہرن کا سب سے چھوٹا، ہاتھی کی سونڈ عجائبات میں سے ہے، وہ اس کی ناک بھی ہے ہاتھ بھی، اس کے ذریعہ کھاتا ہے پیتا ہے، اس کے ذریعہ لڑتا اور مارتا ہے، اسی سے چنگھاڑتا ہے گو کہ اس کی چیخ اس کی جسامت کے لحاظ سے ہلکی ہوتی ہے ...... ہاتھی پانی میں خوب تیرتا ہے اس کی عمر سو سے دو سو سال تک ہوتی ہے صاحب المنطق (ارسطو) نے اپنی کتاب الحیوان میں لکھا ہے کہ ہاتھی کا بچہ ماں کے پیٹ سے مع دانت کے نکلتا ہے کیوں کہ وہ بہت عرصہ تک پیٹ میں رہتا ہے، یہ رائے صحیح ہو سکتی ہے

بعض مشہور عورتوں کے بچے مع دانتوں کے پیدا ہوئے ہیں۔"

(و) ظَرِبان

ظَرِبان نامی قُطبی بلی کا گوز نہایت متعفن ہوتا ہے، بلی کو اس بات کا شعور ہوتا ہے اس لئے وہ گوز کو بطور ہتیار استعمال کرتی ہے، جس طرح کہ (حُبارَیٰ[1]) باز کے مقابلہ میں بیٹ کو ہتھیار کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ ظَرِبان گوہ کے بِل میں جہاں اس کے بچے یا انڈے ہوتے ہیں گھس جاتی ہے اور بِل کے سب سے تنگ حصہ میں پہنچ کر اس کو اپنے ہاتھوں سے بند کر دیتی ہے، پھر اپنا پچھلا حصہ گوہ کی طرف کرکے تین گوز مارتی ہوگی کہ گوہ کو چکر آنے لگتے ہیں اور وہ بے ہوش ہوکر گر پڑتا ہے، ظَرِبان پہلے اس کو کھاتی ہے، پھر اس کے سب بچوں کو چٹ کر جاتی ہے۔ عربوں کا کہنا ہے کہ وہ اگر کبھی اونٹوں کی آرام گاہ میں آگھسے تو اس کے دو تین گوز ہی سے اونٹ آرام گاہ چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں اور بڑی مشکل سے لوٹائے جاتے ہیں۔[2]

۶- جن جن جانوروں کا کتاب میں ذکر ہوا ہے ان کے بارے میں مصنف کو جو شعر یاد تھے یا ہم عصر علماء سے ان کو مل سکے، وہ انہوں نے بیان کر دیئے ہیں، ان اشعار کی تعداد بہت ہے اور میرا خیال ہے کسی دوسری مطبوعہ کتاب میں جانوروں سے متعلق اشعار کا اتنا بڑا ذخیرہ شاید یکجا نہ مل سکے گا۔ ان اشعار میں جانوروں کی بناوٹ یا قدرتی زندگی پر تو کوئی روشنی ڈالی نہیں گئی ہے، زیادہ تر ایسا ہوا ہے کہ ان کی کسی انفرادی صفت، یا مخصوص عادت میں کسی انسان کو ہجو، تحقیر یا تعریف کے لئے شریک بنایا گیا ہے، یا شاعر نے جانور کی کسی انوکھی صفت، صورت یا آواز سے متاثر ہوکر شعر کہے ہیں۔ یا اس کا مقصد جانور کے ذریعہ خالق کی حکمت و عظمت ظاہر کرنا ہے۔ اشعار کے علاوہ کتاب میں ایسی بہت سی ضرب الامثال بھی موجود ہیں جن کا موضوع جانور یا ان کی کوئی نمایاں صفت ہے بہت سے شعر ایسے بھی ہیں جن میں نہ جانوروں کا ذکر ہے، نہ ان کی کسی صفت کا اظہار، بلکہ

---

[1] یہ مرغابی کے برابر زرد و سیاہ پرندہ ہے جو عربستان کے صحراؤں میں پایا جاتا ہے۔ [2] کتاب الحیوان ۱/ ۱۰۸

جانور کا صرف نام آگیا ہے، اس کے علاوہ مصنف کسی قصیدہ، نظم یا قطعہ کے وہ اشعار ہی قلم بند نہیں کرتا جو براہ راست جانور سے متعلق ہوتے ہیں بلکہ بہت سے غیر متعلق شعر بھی نقل کر دیتا ہے۔ بیان کردہ اشعار عام طور پر غریب الفاظ اور مشکل معانی پر مشتمل ہوتے ہیں، اور مصنف ایسے الفاظ اور معانی کو واضح کرتا جاتا ہے اور اپنے بیان کردہ مطالب کی توثیق کے لئے بہت سے دوسرے شعر بطور شہادت پیش کرتا ہے۔ جیسا کہ میں نے شروع میں اشارہ کیا، کتاب میں جانوروں کے علاوہ بہت سا مواد ایسا ہے جس کو ادبی، لُغوی، اجتماعی عنوانوں کے تحت رکھا جا سکتا ہے، مثلاً مصنف نے رسول اللہ، صحابہ، اور تابعینؒ کی آراء بیان کی ہیں، اختلافی، کلامی اور عقلی مسائل سے بحث کی ہے، بہت سی دلچسپ حکایتیں، لطیفے، مضحک قصے، بہت سے بصیرت افروز حقایق، خاصی تعداد جنسی و مبتذل واقعات کی پیش کی ہے۔ اس گوناگوں مواد کا مشکل ہی سے کوئی جزء ایسا ہوگا جس کے لئے مصنف کے پاس اشعار نہ ہوں، ہر جزء کے سلسلہ میں شعر بیان ہوئے ہیں، کہیں یہ اشعار برمحل ہیں اور بیان کردہ بات سے موافقت رکھتے ہیں کہیں بیان کردہ بات سے ان کا دور کا تعلق ہوتا ہے، اور کہیں قاری محسوس کرتا ہے کہ پیش کردہ اشعار بھرتی کے ہیں، واقعہ سے دور کا تعلق بھی نہیں رکھتے۔ مصنف روایتِ نثر ہی کا حافظ نہیں، روایتِ شعر کا بھی خزانہ ہے اور پھر ہم کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ادیب بھی ہے اور ادیب بھی کیسا، ایک مؤسس ادیب جو ادب کی بنیاد رکھتا ہے، جس کا کوئی پیش رو نہیں، جو خود جادہ بنا رہا ہے، اور علاوہ بریں جس کے ذہن کا دھارا اور قلم کی زبان دونوں بہت تیز ہیں۔ ہم اگر اعتراض کریں کہ یہ شعر بھرتی کے ہیں، یہاں توازن اور اعتدال، یہاں اختصار و اجمال، یہاں احتیاط و مصلحت، یہاں ترتیب و تنظیم، یہاں سیاق و سباق کو ملحوظ نہیں رکھا گیا، تو مصنف کے پاس ان سب کا جواب موجود ہے، مگر یہ جواب ممکن ہے مصنف کے ہم عصر ذہن کو مطمئن کر سکے، بیسویں صدی کی تراش خراش کا دماغ مشکل ہی سے اس کو تسلیم کر سکتا ہے۔

۷۔ جاحظ پہلے مصنف ہیں جنہوں نے اجتماعی مسائل پر قیمتی مواد چھوڑا ہے، ان کی بہت سے رسالوں میں اجتماعی زندگی کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالی گئی ہے اجتماعی مسائل عربی کتابوں میں عام طور پر ضمناً بیان ہوتے ہیں، جاحظ نے ان کو اپنے رسالوں میں مستقل موضوع قرار دے کر بحث کی ہے۔ کتاب الحیوان میں بہت تو نہیں تاہم خاصہ اجتماعی مواد موجود ہے، جس چیز کی نمایاں کمی ہے وہ تاریخی حقایق ہیں۔ البیان والتبیین خالص ادبی تصنیف ہے اور حجم میں حیوان سے کم، پھر بھی اس میں تاریخی حقائق زیادہ ہیں، اور ابن قتیبہ کی عیون الاخبار اور مبرد کی کامل اس اعتبار سے البیان اور حیوان دونوں پر بھاری ہیں۔ یہاں دو مثالیں پیش کرتا ہوں جن کو کتاب کی تاریخی جان کہا جا سکتا ہے

(الف) مُسیلمہ کذّاب کی شعبدہ بازیاں

نبوت کے دعوی سے پہلے مُسیلمہ، اُبلّہ، انبار، اور حِیرہ کے بازاروں میں جہاں عرب اور غیر عرب آباد تھے گھوما کرتا تھا، اس آوارہ گردی سے اس کا مقصد شعبدہ بازی کے گُر، نجوم اور جھوٹے نبیوں کے ہتھکنڈے سیکھنا تھا۔ اس نے سادنوں، سپیروں کاہنوں، پرندوں کی اڑان سے شگون لینے والوں، جادوگروں اور ان لوگوں کی حیلہ بازیوں میں مہارت حاصل کر لی تھی جو جنوں کو اپنا تابع بتاتے ہیں، مثلاً اس کی ایک شعبدہ بازی یہ تھی کہ وہ انڈے کو تیز سرکہ میں ڈالتا تھا، اور انڈا اگر دیر تک سرکہ میں پڑا رہے تو اس کے اوپر کا چھلکا نرم ہو جاتا ہے اور اگر دبایا جائے تو ایسا انڈا لمبا اور پتلا ہو جاتا ہے، جب وہ انڈے کو مرضی کے مطابق بڑھا لیتا، تو اس کو ایک تنگ منہ کی شیشی میں ڈال دیتا اندر جا کر جب انڈا خشک ہو جاتا اور چھلکے کے کھنچے اجزا سکڑ جاتے اور آہستہ آہستہ وہ قدرتی انڈے کی طرح گول ہو جاتا تو وہ یہ بوتل بنو حنیفہ کے سردار مجاعہ اور اپنے بدو عربوں کے سامنے پیش کرتا اور کہتا: "یہ ہے میرا معجزہ جو خدا کی طرف سے میری نبوت کی دلیل ہے، گول انڈا

تنگ سر کی بوتل میں خدا نے میرے ہاتھ سے ڈلوایا ہے" یہ دیکھ کر مجاعہ اس پر ایمان لے آیا۔

مُسیلمہ کی دوسری شعبدہ بازی

مُسیلمہ کے پاس کبوتر کے پر تھے، مجاعۃ کے گھر میں پر نیچ کبوتروں سے بازی لگائی جاتی تھی، انڈے کا معجزہ دکھانے کے بعد مسیلمہ کبوتروں کی طرف متوجہ ہوا۔ اس نے مجاعۃ سے کہا: تم خدا کی مخلوق کو کب تک پر تنیچ کرتے رہوگے، اگر خدا کو ان کا اڑنا منظور نہ ہوتا تو ان کے پر نہ لگاتا، میں نے کبوتروں کا پر نیچ کرنا ممنوع کر دیا ہے" مجاعۃ نے خطاوارانہ انداز سے کہا: تو براہ کرم خدا سے دعا کیجئے جس نے انڈے کا معجزہ آپ کو عطا کیا کہ وہ اسی وقت کبوتر کے پر نکال دے"۔ مسیلمہ:۔ اگر میں خدا سے التجا کروں اور وہ پر نکال دے اور یہ پرند تمہارے سامنے اڑ جائے تو کیا تم کو میرے نبی ہونے کا یقین آجائے گا؟ مجاعۃ نے وعدہ کیا۔

اب مُسیلمہ نے کہا: میں اپنے رب سے مناجاۃ کرنا چاہتا ہوں، مناجاۃ کے لیے تنہائی ضروری ہے، لہذا تم سب یہاں سے چلے جاؤ، اور جاتو اس کبوتر کو اس کمرہ میں کر دو اور اس کے ساتھ مجھے بھی، اور میں ابھی تمہارے سامنے اس کو بال و پر سے اڑتا لا نکالوں گا۔"

ایسا ہی کیا گیا، مُسیلمہ نے تنہا ہو کر وہ پر نکالے جو اس کے پاس شعبدہ کے لئے تیار تھے اور پروں کی نوکیں کبوتر کے ان خلوں میں گھونس دیں جہاں سے پر کاٹے گئے تھے، جب سارے خلوں میں پر فٹ ہوگئے اور دونوں باز درست، تو اس نے باہر آکر لوگوں کے سامنے کبوتر اڑا دیا، اب کیا تھا، جو لوگ پہلے سے ایمان لا چکے تھے، ان کا ایمان پختہ ہو گیا، جو نہیں لائے تھے، ایمان لے آئے اور جو اس کو جھوٹا سمجھتے تھے، انھوں نے اس کے خلاف پروپگنڈا بند کر دیا۔

تیسری شعبدہ بازی

اس کے بعد ایک اندھیری رات میں جب کہ ہوا تیز تھی اس نے کہا: میرے پاس

فرشتہ آنے والا ہے، فرشتے اڑتے ہیں، جو لوگ باہر ہیں گھروں میں چلے جائیں، اگر کوئی فرشتہ کو دیکھنے کی کوشش کرے گا تو اس کی آنکھوں پر بجلی گر پڑے گی اور وہ اندھا ہو جائے گا" اس کے بعد اس نے ایک دُم دار پتنگ بنائی جیسا کہ بچے بناتے ہیں اور جن کو گھنگرو باندھ کر تیز ہوا میں مضبوط دھاگے سے اڑاتے ہیں۔ لوگ گھروں میں فرشتہ کے نزول کا انتظار کرتے اور آسمان تکتے، مسیلمہ دیر کرتا رہا حتی کہ یمامہ (اس کا وطن) کے اکثر لوگ اکتا کر اُٹھ گئے اور ہوا بھی تیز ہو گئی۔ اب مسیلمہ نے پتنگ اڑائی، اندھیرے کی وجہ سے نہ دھاگا نظر آتا تھا نہ پتنگ، جب لوگوں نے آسمان پر دھندلی سی چیز اڑتے دیکھی اور گھنگرو کی آواز سنی وہ چیخ اُٹھے فرشتہ، فرشتہ۔ مسیلمہ نے بآواز بلند کہا: جو لوگ فرشتہ کی طرف سے نظر ہٹا لیں گے اور گھروں میں چلے جائیں گے صرف ان کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ جب صبح کو لوگ اُٹھے تو مسیلمہ کی مدد اور اس کے لیئے خون بہانے کو تیار تھے[1]۔

(ب) عبداللہ بن سوار بصرہ کے ایک حیرت انگیز قاضی

"بصرہ میں ہمارے ایک قاضی تھے جن کا نام عبداللہ بن سوار تھا۔ لوگوں نے کبھی نہ تو ان جیسا کارگزار اور مستعد ذمی حاکم دیکھا تھا، نہ ان جیسا سنجیدہ، باوقار، بردبار اور اپنے اوپر قدرت رکھنے والا مسلمان حاکم۔ فجر کی نماز باوجود مسجد قریب ہونے کے گھر میں ادا کرتے، اس کے بعد مجلس عدالت میں آجاتے اور بغیر تکیہ لگائے دوزانو ہو کر بیٹھتے، بالکل سیدھے، نہ اُن کا کوئی عضو ہلتا تھا نہ اِدھر اُدھر نظر اُٹھتی تھی، نہ زانو بدلتے تھے۔ نہ جسم کے کسی حصہ کا سہارا لیتے تھے، ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کوئی عمارت ہو یا مضبوط چٹان۔ اسی ہیئت میں مقدمے سنتے رہتے حتی کہ ظہر کا وقت آجاتا، اُٹھتے اور نماز سے فارغ ہو کر پھر اپنی جگہ آجاتے، پھر عصر کے لیئے اُٹھتے اور نماز سے فارغ ہو کر مجلس میں اسی شان سے آبیٹھتے

---

[1] کتاب الحیوان ۴/ ۱۲۰ - ۱۲۱

اور نمازِ مغرب تک مقدمے فیصل کرتے ۔ نماز سے فارغ ہو کر گھر چلے جاتے لیکن اگر عہد نامے، شرطیں اور وثیقے باقی رہتے تو پھر مجلس میں آجاتے اور عشاء پڑھ کر گھر لوٹتے ۔ اس میں ذرا مبالغہ نہیں کہ وہ جب تک قاضی رہے، نہ تو کبھی مجلس سے وضو کے لئے اُٹھے، نہ پانی پیا، نہ اور کوئی چیز، چاہے دن بڑے ہوتے، چاہے چھوٹے، چاہے موسم گرمی کا ہوتا یا جاڑے کا، اور پھر وہ نہ تو کبھی ہاتھ ہلاتے تھے، نہ سر سے اشارہ کرتے تھے، بس زبان استعمال کرتے تھے ۔ ایک دن کی بات ہے کہ ان کے ماتحت دو رویہ قطاروں میں ان کے سامنے بیٹھے تھے کہ ایک مکھی ناک پر آکر بیٹھی اور دیر تک بیٹھی رہی، پھر اُڑ کر آنکھ کے کوئے پر چلی گئی، قاضی صاحب نے ضبط کیا، نہ نتھنا ہلایا نہ سر جھکایا، نہ ہاتھ کو حرکت دی، مکھی کوئے میں سونڈ گڑوتی رہی، جب دیر تک وہ نہ ہٹی اور قاضی صاحب کے جلن ہونے لگی تو انھوں نے آنکھ جھپکی، مکھی اب بھی نہ ہٹی، قاضی صاحب جلد جلد آنکھ جھپکنے لگے، مکھی اب ذرا ہٹ گئی، اور جوں ہی آنکھ جھپکنا بند ہوئی پھر کوئے پر آگئی، اور پہلے سے بڑھ چڑھ کر اس نے سونڈ اس جگہ گڑو دی جو پہلے دکھا چکی تھی، قاضی صاحب نے پہلے سے زیادہ زور سے آنکھ جھپکائی اور برابر ایسا کرتے رہے، مکھی اس وقت تک ہٹی رہی جب تک آنکھ جھپکی، اس کے بعد پھر اپنی جگہ آگئی اور کوئے پر اس بری طرح چپٹی کہ قاضی صاحب کے صبر کا پیمانہ چھلک گیا، اور ان کو مکھی اُڑانے کے لئے ہاتھ اٹھانا پڑا، حاضرین نظریں چرا چرا کر یہ سب تماشا دیکھ رہے تھے ۔ ہاتھ کے رُکتے ہی مکھی پھر اپنی جگہ آگئی، مجبور ہو کر قاضی صاحب نے اب آستین سے اس کو اُڑایا اور کئی بار ایسا کیا ان کو شدید احساس تھا کہ یہ سب ان کے ماتحتوں اور معاونوں کے سامنے ہو رہا ہے ۔ ان سے رہا نہ گیا اور بولے: میں شہادت دیتا ہوں کہ مکھی، گبریلا (خُنفسار) سے زیادہ ڈھیٹ اور کوے سے زیادہ خود بیں ہے، خدا کی پناہ، بہت سے لوگ کتنے خود نگر ہوتے ہیں ان کی کمزوریاں جو اُن سے اوجھل ہوتی ہیں خدا اُن پر آشکار کر دیتا ہے، اب مجھے معلوم ہو گیا کہ میں کمزور ترین انسان

ہوں، اس کی حقیر ترین مخلوق نے مجھ پر قابو پالیا اور رسوا کر دیا، پھر یہ آیت تلاوت کی: "وَاِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ، ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ"۔ قاضی صاحب بڑے قادر بیان آدمی تھے، باایں ہمہ ایک لفظ بے ضرورت نہ بولتے تھے، ماتحتوں میں ان کا بڑا رعب اور وقار تھا، ان کی دیانت مسلم تھی اور ان کے ماتحت تک رشوت خوری کے الزام سے پاک تھے"[۱]

۸۔ کتاب کا موضوع اگرچہ اختلافی مسائل نہیں ہیں جن پر مصنف پر بہت لے دے ہوئی، پھر بھی جگہ جگہ ایسے مباحث آگئے ہیں جن میں نظریات کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ یہ مباحث تفسیر و حدیث علم حیوان، علم کلام، علم اعتزال، علم لغۃ، علم درایت اور روایت سب کو سمیٹے ہوئے ہیں مصنف کے لئے ان مباحث سے قطع نظر ناممکن ہے اس کی وجہ ایک تو یہ ہے کہ جس دور میں وہ تھے اس میں اختلافی بحث اور اختلافی حس بہت شدید تھی، اور دوسرے وہ نقاد، معتزلی اور مفکر بھی تھے اور ان کے لئے مشکل تھا کہ جس نظریہ کو ان کی وسیع معلومات اور فکر نے غلط پایا ہو اس کی نشان دہی یا تردید کئے بغیر رہ سکیں۔ انھوں نے اختلافیات کا مطالعہ ہی نہیں کیا تھا، اس موضوع پر علما رقت سے تبادلہ خیال بھی کیا تھا اور پھر ان پر مستقل رسالے قلم بند کئے تھے جس سے نقد و جرح ان کی طبیعت میں رچ گئی تھی۔ امام شافعی رح کے ام نقد و جرح کی پہلی کتاب تھی اور اس کتاب کا انداز بعد کے متکلموں اور معتزلیوں نے اپنا لیا تھا، یہی شان جاحظ کے ہاں بھی موجود ہے مگر ادبیت میں ڈوبے ہوئے انداز بیان نے ان کی نقد و جرح کو خوبصورت اور دلچسپ بنا دیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اہم بات یہ ہے کہ جاحظ نقد و جرح میں قلم کو تعصب کے زہر یا حزبی میلانات سے ملوث نہیں کرتے، وہ سلجھے ہوئے اور روشن خیال نقاد ہیں، اپنے حریف کو برا بھلا کہنے کی بجائے اس پر ترس کھاتے ہیں اور خدا سے اس کی اصلاح کی دعا مانگتے ہیں۔

---

[۱] کتاب الحیوان ۳/ ۱۰۶ - ۱۰۷

۹۔ بحیثیت مسلمان، جاحظ تقلیدی یا سطحی مذہبیت سے بہت پرے تھے، اسلام اور اسلامی تصورات کو تنگ کرنا اور الگ الگ خانوں میں مقید کرنا ان کے لئے ناممکن تھا، انھوں نے مختلف مذہبی اور علمی حلقوں میں تعلیم پائی تھی اور بہت سے گھاٹوں کا پانی پیا تھا، اس لئے ان کی نظر میں وسعت کے ساتھ توازن بھی پیدا ہو لیا تھا، وہ اس مذہبیت کے قائل نہ تھے جس کا خارج ہو باطن نہ ہو، جس کی آبیاری بصیرت سے نہیں عقیدت سے ہوئی ہو۔ ایک جگہ غلط مذہبیت پر طنز کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

ہمارا مشاہدہ ہے کہ "اہل نقص" کی ہر صنف کا عقیدۂ خدا پرستی جس کو وہ خدا کی اطاعت اور ثواب کا موجب خیال کرتا ہے، الگ الگ ہوتا ہے۔ ان متکلم علماء کی "خدا پرستی" جو خود عقائد کی شبہات میں گرفتار ہیں یہ ہے کہ دوسروں کے عقائد پر طعن کریں، ان کو متشکک ٹھہرائیں اور اس طرح اپنے تشکک کو دوسروں پر حملہ کر کے مخفی رکھنے اور اپنی آبرو بنائے رکھنے کے لئے جس مرض میں خود مبتلا ہیں دوسروں کو اس میں مبتلا قرار دیں "خارجی" کی خدا پرستی جس پر وہ نازاں ہے یہ ہے کہ ارتکاب گناہ کو سنگین ترین جرم قرار دے۔ مگر خود قانون الٰہی توڑے اور ظلم وستم ڈھائے، یہ بات بالکل نظر انداز کر دے کہ خدا کو پسند نہیں کہ بڑے سے بڑے ظالم پر بھی ظلم کیا جائے نیز یہ کہ حق بات اور راستی میں سب لوگ شریک ہو سکتے ہیں۔

"خراسانی" کی خدا پرستی یہ ہے کہ حج کرے اور چیت لیٹ کر سوئے، سرکاری عہدوں سے محروم رہے، مگر مقدموں میں شہادت دینے کو آمادہ ہو، اور لوگوں کے افعال پر محتسبانہ نقد کرے۔ "کوفی اور سپاہی" کی خدا پرستی یہ ہے کہ سرکاری نوکری سے الگ ہو جائے اور ارباب حکومت کی ملاقات سے گریز کرے۔ "عراق کے زمینداروں" کی خدا پرستی یہ ہے کہ آگ پر جوش دی ہوئی شراب نہ پئیں "خصی" کی خدا پرستی یہ ہے کہ طرسوس (سرحد شام) پر بازنطینی فوجوں سے جہاد کے لئے اڈا جالے۔ "رافضی" کی خدا پرستی یہ ہے کہ نبیذ سے پرہیز کرے "باغبان" کی خدا پرستی یہ ہے کہ باغ سے پھل نہ چرائے "گویّوں" کی خدا پرستی یہ ہے کہ باوجود خوب پینے

کے، نماز باجماعت کا پابند رہے، خوب تہلیل و تسبیح کرے اور رسول اللہ پر کثرت سے درود بھیجے "صوفی" کی خدا پرستی یہ ہے کہ جب اس کو نوکری نہ ملے یا کسی پیشہ میں ناکام ہو تو مسلمانوں میں زہد (ترک دنیا) کا پرچار کرے اور سعی معاش ترک کر کے کمانے کو حرام اور توکل کے خلاف قرار دے اور بھیک مانگنے لگے اور بھیک کے ذریعہ لوگوں کی نظر میں عزت و وقار کا خواہاں ہو۔

۱۰۔ جاحظ محدث نہ تھے، مگر حدیث کا علم رکھتے تھے، ان کی کتابوں میں حدیث کی خاصی تعداد موجود ہے، خاص طور پر اختلافی مسائل پر بحث کے دوران میں عقلی دلیلوں کے ساتھ اپنے نقطۂ نظر کی تائید میں وہ اکثر حدیثیں پیش کرتے ہیں اور حدیث سے وہ بے نیاز ہو بھی نہیں سکتے تھے، ان کے وقت میں معتزلہ کا زوال شروع ہو چکا تھا اور خلیفہ متوکل عباسی کے عہد یعنی سنہ ۲۳۲ھ سے احترام و اہتمام حدیث کی بڑی وسیع تحریک پیدا ہو گئی تھی جس کو حکومت کی پوری تائید حاصل تھی، حدیث سے صرف نظر کے معنی تھے خود کو ملحد و زندیق قرار دینا اور اپنی کتابوں کی قیمت کھونا۔ حدیث کے بارے میں جاحظ کا مسلک معتدل تھا، حدیث کو درایت کے اصول پر پرکھتے تھے، اس کے خاص و عام کو سمجھتے تھے ایسی حدیثوں پر جو قدرتی قوانین کے منافی یا شان نبوی سے بعید ہوتیں، نقد کرتے تھے۔ اسی بنا پر قاضی ابن قتیبہ جو ان کے ہم عصر اور ادب میں ان کے مقلد تھے، ناراض ہوئے اور اپنی ایک کتاب میں جس کا موضوع حدیث ہے، جاحظ پر سخت لعن طعن کی ہے۔ کتاب الحیوان میں ایک جگہ انھوں نے اپنے مسلکِ حدیث کے بعض گوشوں پر روشنی ڈالی ہے۔ رسول اللہ کی متعدد حدیثیں پیش کی ہیں جن میں کتا نہ پالنے، اس کو قتل کرنے، یا چند شرطوں کے ساتھ پالنے کا حکم ہے۔ پہلے رسول اللہ نے کتوں کو قتل کرنے کا عام حکم دیا، اس کے بعد عام حکم میں ترمیم کی اور فرمایا کہ صرف سیاہ کتوں کو مارا جائے جس کی آنکھ پر دو نکتے ہوں کیوں کہ ایسا کتا شیطان ہوتا ہے روایت ہے کہ رسول اللہ نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص کتا پالے اور وہ نہ تو شکار کے لئے پالا گیا ہو نہ

ل کتاب الحیوان ۱/ ۱۰۳

مویشیوں کی حفاظت کے لئے تو ایسے شخص کا اجر ہر دن دو قیراط کم ہوتا رہے گا۔

پورے ادیبانہ جوش سے یہ واضح کرنے کے بعد کہ کتا بحیثیت نگہبان گھر کی عورتوں دوکانوں اور گوداموں کو چوروں اور بدمعاشوں سے محفوظ رکھنے کے لئے شکار اور مویشیوں کی حفاظت سے کہیں زیادہ اہم ہے، جاحظ قتل کلاب والی حدیث پر اس طرح تبصرہ کرتے ہیں: بہت ممکن ہے رسول اللہ کے عہد میں چوروں اور اہل فساد کا مدینہ میں خطرہ نہ ہو، اور مدینہ کے اکثر کتے کٹ کھنے ہوں، اور وہاں کے اکثر جوان کتے لڑاتے ہوں، یا کتوں کے ذریعہ بازی لگاتے ہوں (کٹ کھنا کتا اس بھیڑیے سے جس کے قتل کا صریح حکم ہے زیادہ مضرت رساں ہے....) بہت ممکن ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ کہا کہ کتا شیطان ہوتا ہے تو یہ ان کی ذاتی رائے نہ ہو بلکہ عام خیال کی ترجمانی ہو، یا قتل کلاب کے حکم کے خاص اسباب ہوں جن کو بعد کے لوگوں نے نظر انداز کر کے حکم عام کر دیا ہو، ممکن ہے حدیث سننے والے نے رسول اللہ کے قول کا صرف آخری حصہ سنا ہو اور اول حصہ نہ سنا ہو، ممکن ہے رسول اللہ اور صحابہ کے درمیان کتے کے بارے میں گفتگو ہوتی ہو اور آپ نے خاص ان کے لئے یہ حکم دیا ہو[1]

---

[1] کتاب الحیوان ۱/۱۴۱ و ۲۸۴

العلم والعلماء

یہ جلیل القدر امام حدیث علامہ ابن عبد البر کی شہرہ آفاق کتاب "جامع بیان العلم وفضلہ" کا نہایت صاف اور شگفتہ ترجمہ ہے۔ مترجم کتاب مولانا عبد الرزاق صاحب ملیح آبادی اس دور کے بے مثال ادیب و مترجم سمجھے جاتے ہیں۔ موصوف نے یہ ترجمہ حضرت مولانا ابو الکلام آزاد کے ارشاد کی تعمیل میں کیا تھا جو ندوۃ المصنفین سے شائع کیا گیا ہے۔ علم اور فضیلت علم کے بیان، اہل علم کی عظمت اور ان کی ذمہ داریوں کی تفصیل پر خالص محدثانہ نقطۂ نظر سے آج تک کوئی کتاب اس مرتبہ کی شائع نہیں ہوئی اس کتاب کی ایک ایک سطر سونے کے پانی سے لکھنے کے لائق ہے۔ ایک زبردست محدث کی کتاب اور ملیح آبادی صاحب کا ترجمہ، موعظتوں اور نصیحتوں کے اس عظیم الشان دفتر کو ایک دفعہ ضرور پڑھیے۔ صفحات ۳۰۰ بڑی تقطیع قیمت چار روپے آٹھ آنے، مجلد پانچ روپے آٹھ آنے